مجسم بزرگ اور خالص انسان

''المورد'' کے حلقۂ علما کے پہلے عالم رخصت ہوئے۔ ''بے شک ہم سب کو اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔''

علامہ عبدالستار غوری صاحب سے میرے تعلق کی سرحد ایک ملاقات سے زیادہ طویل نہیں ـــــ ان کے کام سے تعارف تو پہلے سے تھا، لیکن ''المورد'' لاہور کی عمارت میں جب انھیں پہلی بار دیکھا تو ان کے اندر بہت دور تک دکھائی دیتا تھا، مجسم بزرگ اور خالص انسان ـــــ ۔

خالص انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے شفاف ہوتا ہے، اس کی فطرت اس چشم صافی کے مانند ہوتی ہے جس کا ہر ہر قطرۂ آب منزہ و چمک دار اور اس کا خارج باطن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایسا نہیں کہ اس کے دامن میں کسی غلطی کا داغ نہیں آ سکتا، لیکن وہ داغ وجود کا حصہ بن کر گم ہو جائے، فطرت کی تابندہ ردا اس امکان کو زیادہ دیر قائم نہیں رکھ سکتی۔

غوری صاحب کے درون تک رسائی میں کوئی چیز مزاحم نہ تھی۔ وہ لاریب، بزرگی اور اخلاص کا استعارہ تھے۔ الہامی صحائف ان کی علمی تحقیق کا موضوع بنے۔ اسی حوالے سے میں نے کچھ طالب علمانہ سوالات ان کے سامنے رکھے اور اس روایت پر ان کی رائے جاننا چاہی جس میں حضور نے سیدنا عمر کے ہاتھ میں تورات کا ٹکڑا دیکھ کر ناگواری کا اظہار کیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور اس کی کوئی توجیہ بھی نہیں ہو سکتی، کیونکہ جس کتاب کے بارے میں قرآن حکیم میں کہا گیا ہو: 'فِیْهِ هُدًی وَّ نُوْرٌ'، تو کیسے مانا جا سکتا ہے کہ اس کو پڑھنے پر ناگواری کا احساس ہو، جبکہ اس کے برعکس خود حضور سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے عبداللہ بن سلام کو تورات پڑھنے کی اجازت دی اور کہا: 'إقرأ هذا ليلة و هذا ليلة'۔ اسی طرح عبداللہ بن عمر کے تورات سے تعلق کو بیان کیا۔ وہ بتانے لگے کہ مسلمانوں کے علمی ٹریڈیشن میں اس کے مطالعے کی تاریخ رہی ہے۔ ابن سعد کے حوالے سے کہا: ایک مشہور

تابعی بزرگ ابوالجلا الجونی تو ہفتے میں قرآن کے ساتھ تورات کا بھی ختم کیا کرتے تھے، لیکن آج کل دین کے طالب علم اس لٹریچر کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے جس کو بطور دلیل خود قرآن نے پیش کیا ہے۔ یہود کے حوالے سے یہ کہ سیدنا عزیر کو وہ تو خدا کا بیٹا نہیں کہتے، جبکہ قرآن نے یہ بات یہود کے حوالے سے کہی ہے، تو ان کا کہنا تھا کہ مدینے میں آباد یہودی بہت عرصے پہلے بنی اسرائیل سے الگ ہو گئے تھے، یہ ٹھیک ہے کہ بنی اسرائیل میں اصلاً یہ عقیدہ نہیں تھا، لیکن مدینے میں آباد یہودی قبائل ہی کا یہ عقیدہ تھا، اور قرآن نے انھی کو مخاطب کیا ہے۔

غوری صاحب نے اس تحقیق کے علمی پہلو بھی واضح کیے کہ بائیبل میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے جو پیشین گوئی بیان ہوئی ہے، اس کا مصداق سیدنا مسیح نہیں، بلکہ یہ پیشین گوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوش خبری ہے، اور ان کی یہ تحقیق اہل کتاب سے دعوت کا عنوان بن سکتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایک بلند پایہ محقق تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے اس کام کے طفیل، انھیں بھی جنت کی خوش خبری سنا دے۔ آمین۔

—— محمد حسن الیاس

(اسسٹنٹ فیلو، المورد)